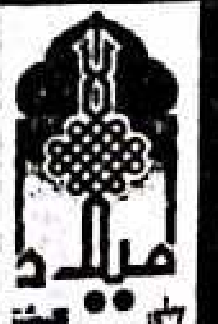
نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منارہے ہیں

عیدِ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مع اعتراضات کا تحقیقی و علمی جواب

قرآن و سنّت، عقل اور علمائے اہلِ عرب
کے اقوال کی روشنی میں

شیخ الحدیث
علامہ مفتی محمّد صدیق ہزاروی



میلاد پبلیکیشنز دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ لاہور

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و
نظریات۔۔۔
بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان
کے رد۔۔۔
اہلسنت پر کئے جانے والے
اعتراضات کے جوابات پر مشتمل
کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور
والپیپر حاصل کرنے کے لئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https:/ / t.me/ tehqiqat

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

کتاب کا نام .... عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف .... حضرت مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

ہدیہ .... 15 روپے

سن اشاعت .... یکم ربیع الاول ۱۴۲۵ھ / 2004ء

تعداد 1100

کمپوزنگ .... غلام محمد یاسین خاں بیسمنٹ ستا ہوٹل دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

ناشر .... **میلاد پبلی کیشنز** دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

ملنے کے پتے

(1) مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور (2) مکتبہ جمالِ کرم دربار مارکیٹ لاہور

(3) مکتبہ زاویہ دربار مارکیٹ لاہور (4) سُنی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور

(5) ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور (6) شبیر برادرز اردو بازار لاہور

(7) فرید بک سٹال اردو بازار لاہور (8) سادات پبلی کیشنز اردو بازار لاہور

(9) مکتبہ غوثیہ اوکاڑہ (10) مکتبہ فیضانِ مدینہ لالہ موسیٰ

(11) مکتبہ کنزالایمان میرپور کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ حصولِ نعمت پر اظہارِ مسرت کرتا اور زوالِ نعمت پر غمگین ہوجاتا ہے چونکہ یہ دونوں باتیں فطری اور انسانی جبلت وطبیعت کا لازمی جزو ہیں۔ اس لئے ان کے حصول کے لئے کسی ترغیب کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی رکاوٹ ان سے باز رکھنے میں کارگر ثابت ہوسکتی ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے۔

وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔ (قرآن مجید سورۃ النحل آیت 18)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں گن نہیں سکتے۔

لیکن ان تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت بلکہ تمام نعمتوں کی اصل سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ کی تشریف آوری ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے پورے کرہ ارض پر ایک انقلاب بپا ہوا۔

گمراہی، ہدایت سے بدلی کفر کی جگہ اسلام آیا، فحاشی وعیاشی کی جگہ اخلاق حسنہ کا دور دورہ ہوا یتیموں کو والی اور بے سہاروں کو سہارا ملا، عورت کی عزت وناموس کو تحفظ حاصل ہوا اور ظلم وتشدد کی جگہ عدل وانصاف کا علم بلند ہوا۔ غرضیکہ قرآن پاک کی زبان میں جہنم کے کنارے پر پہنچی ہوئی انسانیت جنت کی طرف رواں دواں ہوئی اور جہنم میں گرنے سے بچ گئی۔

ایسی عظیم المرتبت شخصیت جن کی آمد سے کائنات میں بہار آئی ان کی ولادت باسعادت پر کسے خوشی نہ ہوگی انسان تو درکنار، بے زبان چوپائے بھی باعث تخلیق کائنات کی آمد پر شاداں ہیں کیونکہ رحمۃ اللعالمین نے اپنی چادر رحمت کے سائے میں نہ صرف انسانوں بلکہ حیوانات اور پرندوں تک کو جگہ دی لہٰذا عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانا اور اس پرمسرت موقع کو عید قرار دینا یقیناً انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور تمام سلیم الفطرت انسان عید میلاد النبی ﷺ کو تمام عیدوں سے بڑھ کر عید قرار دیتے

اور اسے منانے کے لئے پورے جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ سے جشن عید میلاد النبی ﷺ مناتے چلے آئے ہیں۔

چنانچہ امام احمد بن قسطلانی شارح بخاری بزبان امام جزری روایت کرتے ہیں۔ ''اہل اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے مہینے میں ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔ خوشی کے ساتھ ساتھ کھانا پکاتے اور دعوتیں کرتے، ان راتوں میں قسم قسم کے صدقے دیتے اور خیرات کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ ﷺ کا میلاد پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل کرم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ و امان کا سال ہوتا ہے اور میلاد شریف منانے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ولادت کی مبارک راتوں کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنا لیا۔

(مواہب اللدنیہ و زرقانی جلد اول صفحہ 164,163)

تفسیر روح البیان میں آیت کریمہ ''محمد رسول اللہ'' عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحت لکھتے ہیں۔

''ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور میلاد شریف منانا اور اس میں لوگوں کا جمع ہونا بھی اسی طرح بدعت حسنہ ہے''۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہر طرف اور ہر شہر کے مسلمان مولود شریف کرتے ہیں وہ طرح طرح کے صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور حضور پاک ﷺ کا میلاد پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس مقدس محفل کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوتا ہے امام جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کی تاثیر یہ ہے کہ سال بھر اس کی رحمت و برکت سے امن رہتا ہے اور حصول مراد کی خوشخبری حاصل ہوتی ہے۔

(روح البیان جلد 9 صفحہ 56)

لیکن دنیا بھر کے مسلمان جہاں ربیع الاول شریف میں عید میلاد النبی ﷺ کا جشن مناتے اور اپنے ہادی و آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور نذرانہ ہائے عقیدت کے پھول پیش کرتے ہیں وہاں کچھ لوگ اس تقریب سعید کو اچھا نہیں سمجھتے۔ عید میلاد النبی ﷺ کے منکرین کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اہل عرب محافل میلاد انعقاد نہیں کرتے لہٰذا ہمیں بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اس اعتراض کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہم شریعت کے پابند ہیں اہل عرب کے نہیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اہل عرب کے ہاں محافل میلاد کا انعقاد نہایت اعلیٰ درجے کے اہتمام کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں علماء عرب کے اقوال اور اس بابرکت تقریب کے انعقاد کے لئے اہل عرب کے جذبہ ایمان سے آگاہی کے لئے درج ذیل سطور کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔

شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ (مصر) لکھتے ہیں۔

''امام ابو شامہ شیخ نووی فرماتے ہیں ہمارے دور کی نئی مگر بہترین اختراع آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت کا جشن منانا ہے جس میں اس مبارک خوشی کی مناسبت سے صدقہ و خیرات، محفلوں کی زیبائش و آرائش اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے۔ یہ مبارک تقریبات فقراء سے حسن سلوک کے علاوہ امتیوں کی سرکار دو عالم ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت اور اہل محفل کے دل میں آپ کی عظمت و فضیلت کی پختگی اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجنے والے کے قلبی شکر و امتنان کا احساس دلاتی ہیں''۔

امام سخاوی فرماتے ہیں میلاد شریف (مروجہ) کا رواج رسول اکرم ﷺ کے وصال کے تین صدی بعد ہوا کہ اس کے بعد سے تمام ممالک و امصار میں مسلمانان عالم عید میلاد النبی ﷺ مناتے چلے آرہے ہیں۔ سلاطین اسلام میں اس طریقہ کو رائج کرنے والے سب سے پہلے بادشاہ، شاہ اربل سلطان مظفر ابو سعید تھے جن کی فرمائش پر حافظ ابن رحیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب ''التصویر فی مولد البشیر النذیر'' لکھی تھی۔

(شیخ محمد رضا ''محمد رسول اللہ'' (اردو) ص 33,32 مطبوعہ تاج کمپنی لاہور)

ڈاکٹر علی الجندی دور رسالت، خلفائے راشدین کے زمانے اور بنو امیہ کے

دور میں عید میلاد النبی ﷺ کو اس اہتمام کے ساتھ نہ منانے کی وجوہات بھی بتاتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔ ''چونکہ یہ تقریب خود سرکار دو عالم ﷺ کی ذات والا صفات سے متعلق تھی اور آپ دیگر سلاطین کی طرح اپنی تشہیر نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ تواضع اختیار فرماتے اس لئے آپ نے اس انداز میں عید میلاد کو رواج نہیں دیا۔

خلفائے راشدین میں پہلے دو خلفاء کا دور جہاد اور اسلامی حکومت کے قیام کا دور تھا جب کہ تیسرے اور چوتھے خلیفہ کا دور حکومت فتنہ وفساد کا زمانہ تھا اس لئے ان کی کامل توجہ ان امور کی طرف رہی اور جشن میلاد کی طرف زیادہ توجہ نہ ہو سکی۔

بنو امیہ کے دور میں فتوحات کا سلسلہ وسیع تھا نیز اس دور میں بغاوتوں کا قلع قمع کرنے کی طرف توجہ زیادہ تھی لہٰذا اس طرف کما حقہ توجہ نہ دی جا سکی۔

(ڈاکٹر علی الجندی، نفخ الازہار فی مولد المختار ص 130 مطبوعہ مجمع البحوث الاسلامیۃ ازہر مصر)

ڈاکٹر علی الجندی مختلف سلاطین کے دور میں ہونے والی تقریبات میلاد کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ یہ تقریب سرکاری سطح پر نہایت دھوم دھام اور جوش وخروش کے ساتھ منائی جاتی تھی۔ اس مختصر مقالے میں اس تمام تفصیل کا ذکر کرنا تو ممکن نہیں البتہ اجمالاً ان ادوار کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن میں سلاطین مصر اور دیگر حکمران اپنے اپنے دور میں حکومتی سطح پر تقریب مناتے تھے۔

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ امام سیوطی کے بقول سب سے پہلے جشن میلاد النبی ﷺ شاہ اربل ابو سعید بن زین الدین علی بن بکتکین نے منایا، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس تقریب کا آغاز فاطمی دور سے ہو چکا تھا۔

فاطمی حکومت کے بعد ایوبیہ دور حکومت آیا تو سرکاری سطح پر تمام تقریبات کا اہتمام ختم کر دیا گیا لہٰذا یہ تقریب چھوڑ دی گئی۔ لیکن مصری عوام نے اسے اپنے طور پر جاری رکھا۔ کیونکہ یہ بات ناممکن ہے کہ مصری دیندار حضرات اپنے آقا ﷺ کی یاد میں محافل میلاد کا انعقاد نہ کرتے۔ ایوبیہ حکومت کی عدم توجہ کے باوجود موصل کے حکمرانوں میں سے ایک اربل کے حکمران مظفر الدین نے میلاد النبی ﷺ کے جشن کا اہتمام کیا،

اور نہایت اچھے طریقے سے اسے منایا۔

مغرب بعید میں سلطان شیخ ابو العباس احمد المنصور العرفی جو صاحب سبتہ کہلاتے تھے اور انہوں نے دسویں ہجری کے آخر میں زمام حکومت سنبھالی، اس بہترین عمل کو رواج دیا۔

آل زیان کے حکمران نہایت عمدہ طریقے پر اس محفل کا اہتمام کرتے تھے۔ بالخصوص ان میں سے ایک حکمران ابو حمو موسی بن یوسف زیانی نے تو اس سلسلے میں تمام حکمرانوں سے سبقت حاصل کر لی یہ بادشاہ بارہ ربیع الاول کی رات کو ایک بہت بڑا عمومی اجتماع منعقد کرتا تھا۔ دعوت عام ہوتی اور اس میں امیر وغریب، غنی وفقیر، امیر و گدا سب جمع ہوتے تھے۔ 872ھ میں سلطان الاشراف قائتبائی نے جب مصری حکومت کی زمام اقتدار سنبھالی تو اس نے یہ میدان جیت لیا کیونکہ اس دور میں میلاد النبی ﷺ کا جشن پچھلے دور کے تمام حکمرانوں کے انتظامات سے فوقیت حاصل کر گیا۔

الظاہر برقوق کے دور حکومت (780ھ) میں بھی اس تقریب سعید کی طرف خصوصی توجہ دی گئی اور سلطان نے اس کے اہتمام کو حد کمال تک پہنچایا سلطان جقمق کے دور میں بھی جشن میلاد کا اہتمام تھا۔ علی پاشا مبارک کہتے ہیں ''سلطان الظاہر ابو سعید جقمق کے دور میں مجلس میلاد کا اہتمام برقوق کے دور سے بڑھ گیا تھا۔ بالخصوص صدقات وخیرات میں اضافہ ہوا''۔

906ھ میں ابو نصر قالغوری نے بھی اس بات کی طرف خصوصی توجہ دی۔

(ڈاکٹر علی الجندی، نفخ الازہار فی مولد المختار ص 130 مطبوعہ مجمع البحوث الاسلامیۃ ازہر مصر)

مختلف سلاطین مصر اور دیگر حکمرانوں کے ادوار میں سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں منائی جانے والی محفل میلاد سے متعلق یہ اجمالی رپورٹ تھی۔

آیئے ایک ہلکا سا جائزہ اس طریق کار کا بھی لیتے ہیں جو سلطان تلمسان کے دور میں اپنایا گیا۔ جس سے باقی تمام حکمرانوں کے بارے میں بھی اندازہ ہو جائے گا

کہ وہ اس عظیم المرتبت جشن کو کس عقیدت وعظمت سے مناتے تھے۔ سلطان تلمسان کے کارندے، معززین کے مشوروں سے شب میلاد النبی ﷺ میں ایک عام دعوت کا اہتمام کرتے تھے جس میں بلا استثناء ہر خاص و عام کو شرکت کی اجازت ہوتی تھی اس محفل میں اعلیٰ قسم کے قالینوں کے فرش اور منقش پھول دار چادریں بچھائی جاتیں سنہرے کار چوبی غلافوں والے گاؤ تکیئے لگائے جاتے، ستونوں کے برابر بڑے بڑے شمعدان روشن کئے جاتے، بڑے بڑے دسترخوان بچھائے جاتے، بڑے بڑے گول اور خوش نما نصب شدہ بخور دانوں میں بخور سلگایا جاتا تھا جو دیکھنے والوں کو پگھلا ہوا سونا معلوم ہوتا تھا پھر تمام حاضرین کے سامنے انواع واقسام کے کھانے چنے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ موسم بہار میں رنگا رنگ پھول کھلے ہوئے ہیں ایسے کھانے جن کی طرف دل کو رغبت ہو اور جنہیں دیکھ کر آنکھیں لذت اندوز ہوں ان محفلوں میں اعلیٰ قسم کی خوشبوئیں بسائی جاتی تھیں جن کی مہک سے فضا معطر ہو جاتی تھیں۔ مہمانوں کو حسب مراتب ترتیب وار بٹھایا جاتا تھا یہ ترتیب جشن کی مناسبت سے دی جاتی تھی، حاضرین پر عظمت نبوت کا جلال و وقار چھایا رہتا تھا۔ انعقاد محفل کے بعد سامعین سرکار دو عالم ﷺ کے مناقب وفضائل اور ایسے پاکیزہ خیالات ونصائح سنتے کہ انہیں گناہوں سے توبہ کرنے کی طرف راغب کرتے۔ خطباء اسلوب بیان کے مدوجزر اور خطابت کے تنوع سے سامعین کے قلوب کو گرماتے اور سامعین کو لذت اندوز کرتے تھے۔

(شیخ محمد رضا، ''محمد رسول اللہ'' (اردو) ص34,33)

''محمد رسول اللہ'' عزجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤلف شیخ محمد رضا مصری مزید فرماتے ہیں۔

''ہمارے زمانہ میں بھی مسلمانان عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں مصر کے علاقوں میں یہ محفلیں مسلسل منعقد کی جاتی ہیں اور ان میں برابر میلاد نبوی سے متعلق بیانات ہوتے ہیں۔ فقراء ومساکین میں خیرات تقسیم کی جاتی ہے خاص قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیادہ جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے

گزرتا ہوا عباسیہ میدان کی طرف روانہ ہوتا ہے جو پولیس کے حفاظتی دستوں کے ساتھ سڑکوں سے گزرتا ہوا عباسیہ میدان میں ختم ہوتا ہے ان راستوں میں ہجوم بڑھتا جاتا ہے۔ جلوس کے آگے پولیس کے سوار دستے اور دونوں طرف فوج کے کچھ افسر ہوتے ہیں مصر میں یہ مبارک دن حکومت کی طرف سے منایا جاتا ہے۔ چنانچہ عباسیہ میں وزراء اور حکام کے لئے شامیانے نصب کئے جاتے ہیں اور خود شاہِ وقت یا ان کے نائب جلسہ گاہ میں حاضر ہوتے ہیں شاہ کے پہنچنے پر فوج سلامی دیتی ہے پھر وہ شامیانے میں داخل ہوتے ہیں اس کے بعد صوفیاء اور مشائخ طریقت اپنے اپنے جھنڈے لئے وہاں حاضر ہوتے ہیں جن کا خود بادشاہ استقبال کرتے ہیں اس کے بعد شاہ خود شیخ المشائخ کے شامیانے میں حاضر ہو کر ذکر میلاد النبی ﷺ سماعت فرماتے ہیں۔ ختم محفل پر شاہ، میلاد بیان کرنے والوں کو شاہانہ خلعت عطا کرتے ہیں پھر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے شربت پلایا جاتا ہے اس کے بعد توپوں کی گونج میں شاہانہ سواری واپس ہوتی ہے اور دن تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے۔

(شیخ محمد رضا، ''محمد رسول اللہ'' (اردو) ص34,35)

شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی نے ''الدر المنظم'' میں جو میلاد النبی ﷺ پر ایک جامع کتاب ہے، مکہ مکرمہ کے مفتیان کرام (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) کے فتاوی نقل کئے ہیں اگرچہ ان فتاویٰ میں بنیادی طور پر میلاد النبی ﷺ کی محفل میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کے بارے میں اظہار خیال کیا گیا لیکن ہر فتوی میں محفل میلاد النبی ﷺ کا ذکر ہے جس میں معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء محفل میلاد النبی ﷺ کے قائل ہیں۔ یہاں ان تمام فتاوی کو نقل کرنا ممکن نہیں البتہ صرف ایک فتوی نقل کرنے کے بعد ان مفتیان کرام کے اسماء گرام ذکر کئے جائیں گے۔

حضرت شیخ عبداللہ سراج حنفی مفتی مکہ مکرمہ فرماتے ہیں۔

میلاد شریف پڑھتے وقت جب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر آئے تو اس وقت کھڑا ہونا بڑے بڑے آئمہ سے ثابت ہے۔

آئمہ اسلام اور حکام نے کسی انکار اور رد کے بغیر اسے برقرار رکھا لہٰذا یہ مستحسن کام ہے اور (حقیقت یہ ہے کہ) ان سے بڑھ کر تعظیم کا کون مستحق ہوسکتا ہے؟

اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کافی ہے فرماتے ہیں: جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم جلد 3 ص 79,78 مطبوعہ دارالفکر بیروت)

(۱) علامہ الشیخ جمال مفتی احناف مکہ مکرمہ

(۲) الشیخ عبدالرحمٰن سراج مفتی احناف

(۳) شیخ ابوبکر بسیونی مفتی مالکیہ

(۵) شیخ محمد بن عبداللہ مفتی حنابلہ

(۶) محمد یحیی بن یحیی مفتی حنابلہ

(۷) شیخ محمد عمر مفتی شافعیہ

(۸) شیخ محمد حسین مفتی مالکیہ، شیخ مولانا محمد عثمان دمیاطی رحمتہ اللہ علیہم۔

حنبلی فقہ کے مفتی مکہ مکرمہ، محمد عبداللہ بن عبداللہ حمید لکھتے ہیں۔

میلاد النبی ﷺ، سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا ایک حصہ ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ سیرت رسول ﷺ کا مکمل یا کچھ حصہ بیان کرنا مستحب ہے اور آپ کے ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہونا تعظیم کا تقاضا ہے اور شریعت کے منافی نہیں ہے۔

(شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی۔ الدرالمنظم ص 139 تا 142 شرقپور شریف)

مکہ مکرمہ سے تعلق رکھنے والے دور حاضر کے عظیم محقق اور عالم دین، علامہ محمد علوی مالکی حسنی دامت برکاتھم العالیہ نے اہل سنت کے عقائد پر "مفاھیم یجب ان تصحح" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا ایک باب "مفہوم المولد النبی" ہے اس میں آپ فرماتے ہیں۔ بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ فاسد تصورات پائے جاتے ہیں کہ ان کے خیال کے مطابق ہم سال بھر میں صرف ایک مخصوص رات میں میلاد النبی ﷺ کی محافل منعقد کرتے ہیں اس غافل شخص کو معلوم نہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ

میں میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں سال بھر ایسے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں جو بے مثال ہوتے ہیں۔ حرمین شریفین میں جب بھی کوئی خوشی کا موقعہ آتا ہے، محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے، جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہم صرف ایک رات میں سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر کرتے ہیں اور تین سو انسٹھ راتوں سے غافل ہو جاتے ہیں وہ ہم پر افترا پردازی کر رہا ہے اور واضح جھوٹ بولتا ہے۔ یہ مجالس میلاد، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دن رات منعقد ہوتی ہیں اور یہ اجتماعات دعوت الی اللہ کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں مبلغین اور علماء کا فرض ہے کہ وہ ان اجتماعات کے ذریعے امت مسلمہ کو سرکار دو عالم ﷺ کے اخلاق و آداب، احوال و سیرت اور معاملات و عبادات سے آگاہ کرتے رہیں انہیں نصیحت کریں اور خیر وفلاح کی طرف بلائیں۔ محمد علوی مالکی، (مفاہیم یجب ان تصحح ص 225,224)

علامہ علوی مالکی کے اس بیان سے بخوبی واضح ہوا کہ حرمین شریفین میں نہ صرف ربیع الاول شریف بلکہ سال بھر بالخصوص ہر خوشی کے موقع پر محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کی جاتی ہے۔

یہاں ان علماء کی فہرست پیش کرنا فائدے سے خالی نہ ہوگا جنہوں نے علامہ علوی مالکی کی اس کتاب پر تقریظ لکھی ہے کیونکہ وہ علماء مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کا اس کتاب کی تائید وتوثیق کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کتاب میں مندرج ابحاث حق پر مبنی ہیں۔ ان علماء کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

علامۃ المغرب محدث محقق سید عبداللہ کنون حسنی، رئیس رابطہ علماء مغرب ورکن رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ)

علامہ مدرج فقیہ شیخ محمد خزرجی وزیر اوقاف و مذہبی امور متحدہ عرب امارات۔

علامہ محدث محقق فقیہ شیخ محمد شاذلی نفیر، پرنسپل کلیہ الشریعہ تیونس ورکن رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ)

علامہ فقیہ شیخ محمد فال البنانی امین عام رابطہ اسلامیہ منوریطانیہ ورکن رابطہ عالم اسلامی۔ (مکہ مکرمہ)

علامہ فقیہ شیخ محمد فال البنانی امین عام رابطہ اسلامیہ موریطانیہ ورکن رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ)

علامہ فقیہ اصولی شیخ محمد سالم عدود رئیس عدالت موریطانیہ ورکن مجلس فقہی رابطہ عالم اسلامی، شیخ یوسف بن احمد صدیقی القاضی، وکیل عدالت عالیہ شرعیہ بحرین ورکن رابطہ عالم اسلامی۔

اس کے علاوہ کچھ دیگر علماء ہیں جن کی تفصیل مفاہم کے شروع میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کتاب کی تقدیم شیخ حسنین محمد مخلوف سابق مفتی مصر نے لکھی ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصر، بحرین، موریطانیہ، متحدہ عرب امارات، تیونس، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ غرضیکہ تمام عرب ممالک کے جید علماء کرام میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں محافل کے انعقاد کو مستحسن جانتے ہیں۔

کلیۃ الشریعہ دمشق کے پرنسپل ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوط منکرین میلاد کا رد کرتے ہیں ان کے مضمون کا عنوان ہے "ان لوگوں کا رد جو میلاد النبی کی محفل کے منکر ہیں............ ہر نیا کام بدعت نہیں" .... وہ فرماتے ہیں۔

"ہاں، میلاد النبی ﷺ کا واقعہ سننے کے لئے لوگوں کا جمع ہونا ایک ایسا کام ہے جو دور نبوت کے بعد پیدا ہوا بلکہ چھٹی ہجری کے آغاز میں ظاہر ہوا لیکن کیا صرف یہی بات اس کو بدعت کہنے کے لئے کافی ہے اور اس کی بنیاد پر اسے سرکار دو عالم ﷺ کے اس ارشاد کا مصداق قرار دیا جائے کہ جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات جاری کی جو دین سے نہیں، وہ مردود ہے" اس طرح تو ان لوگوں کو اپنی زندگی سے ہر وہ بات خارج کر دینی چاہیے جو نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں نہیں تھی۔

"اگر وہ ایسا کر سکتے ہیں تو کر لیں کیونکہ یہ سب کچھ بدعت ہے"۔

(الدعوۃ میلاد مصطفیٰ نمبر دسمبر 1980ء، جنوری 1986ء، (ص 24) ورلڈ اسلامک مشن کراچی)

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب امارات لکھتے ہیں۔ "حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں

مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ، واقعات غزوات بیان کئے جاتے ہیں اور اکثر حضور ﷺ کی تعریف میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر خوشی و مسرت کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے سبق حاصل کرنے کے لئے ان کو بیان کیا جاتا ہے اور آپ کی سیرت و اخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کے لئے اور ہدایت حاصل کرنے کے لئے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے، ایک مباح عمل قرار دیا گیا ہے۔

اگرچہ بعض کو یہ مرغوب نہ ہو کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات (محبت رسول) ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اگر وہ تقریب رسول ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ بدعت قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ بدعت یا تو قابل مذمت ہے یا مستحسن و جائز"۔

(منار الاسلام جمادی الاخری 1401ء بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی منگل یکم ربیع الاول 1402ھ، 29 دسمبر 1981ء)

اس مختصر بیان سے کم از کم اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ محفل میلاد النبی ﷺ دنیا بھر کے مسلمان عموماً اور اہل عرب خصوصاً مناتے ہیں۔ اگر توفیق خداوندی حاصل ہو جائے تو سمجھنے اور قبول کرنے کے لئے اتنا بھی کافی ہے ورنہ ضخیم کتب بھی ناکافی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرکار دو عالم ﷺ کی محافل میلاد منانے اور ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

پر........................اعتراضات کا علمی جائزہ

لاہور کینٹ سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''روحِ منظور'' کا شمارہ اگست ستمبر 1994ء دیکھنے کا اتفاق ہوا لیکن یہ دیکھ کر نہایت دکھ ہوا کہ رسالہ مذکورہ کے ٹائٹل پر عید میلاد النبی ﷺ خصوصی نمبر مندرج ہے جبکہ عید میلاد بلکہ سیرت نبی ﷺ کے حوالے سے بھی کوئی ایک مضمون اس رسالہ میں شائع نہیں ہوا۔ البتہ محمد یونس حداد نامی ایک شخص کا مضمون عید میلاد النبی ﷺ کے خلاف شائع کیا گیا مضمون نگار کے مضمون کا حقیقت پسندانہ تجزیہ پیش کرنے سے پہلے قارئین کی توجہ اس جانب مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میلاد شریف کے خلاف مضمون چھاپنے اور سرکار دوعالم ﷺ کی ولادت باسعادت نیز آپ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے کسی مضمون کی اشاعت نہ کرنے کے باوجود ٹائٹل پر عید میلاد النبی ﷺ خصوصی نمبر لکھنا کس بات کی غمازی کرتا ہے؟

اس کا واضح اور سیدھا سادا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ یا تو اس رسالے کا ایڈیٹر صحیح العقیدہ مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت غافل شخص ہے کہ مذکورہ رسالہ میں اس کی مرضی کے خلاف مضمون چھپ گیا اور اسے خبر تک نہ ہوئی یا یہ عمل دورنگی اور منافقت کا مظاہرہ ہے کہ قوم مسلم کو دھوکہ دینے اور یوں اپنے رسالے کو لوگوں کے گھروں تک پہنچانے کے لئے یہ بھونڈا طریقہ اختیار کیا گیا۔

ہم اس سلسلے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کرسکتے البتہ اتنا ضرور کہیں گے کہ جو بھی صورت ہے وہ قابلِ تعریف نہیں بلکہ اگر دوسری صورت ہے تو وہ نہایت ہی قابلِ مذمت ہے کیونکہ وہ منافقت کے زمرے میں آتی ہے۔ جہاں تک مضمون نگار کے مضمون کا تعلق ہے تو وہ اگرچہ تضاد کا شکار ہے تاہم اس کا حقیقت پسندانہ تجزیہ اس لئے ضروری ہے کہ عامتہ المسلمین کو اس مضمون کی خلاف حقیقت باتوں سے آگاہ کرتے ہوئے اس کے مضر اثرات سے بچایا جاسکے۔

تضاد بیانی کا ثبوت یہ ہے کہ موصوف ایک طرف جشن میلاد ﷺ کے سلسلے میں گلی گلی چراغاں کرنے اور اس کے اہتمام کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

''بلاشبہ یہ مناظر عوام کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ والہانہ عقیدت کا مظہر ہیں اور دوسری طرف فرماتے ہیں کہ بہرحال جس اعتبار سے بھی دیکھا جائے جشن میلاد کی کوئی شرعی حیثیت سمجھ میں نہیں آئے گی''۔

اب اسے تضاد بیانی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

ہاں مضمون نگار کی یہ بات کہ ''جشن میلاد کی کوئی شرعی حیثیت سمجھ نہیں آئے گی''۔ بالکل صحیح ہے کیونکہ شرعی حیثیت سمجھنے کے لئے علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ موصوف نے خود اپنے اس مضمون میں اپنی لاعلمی یا کم علمی کو ظاہر کردیا ہے۔

مضمون نگار نے چار وجوہ سے عید میلاد النبی ﷺ کے جشن کا انکار کیا ہے اور یہ وہی وجوہ ہیں جن کا ہر منکر میلاد سہارا لیتا ہے۔

الحمدللہ ان گھسے پٹے اعتراضات کے نہایت مستند و مدلل جوابات پر اہل سنت و جماعت کے علماء اور سکالرز سینکڑوں کتابیں لکھ چکے ہیں تاہم اس مضمون میں ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہوکر محض رضائے الٰہی کی خاطر ان چاروں اعتراضات کا تجزیہ کرتے ہوئے علمی اور تحقیقی جوابات ذکر کریں گے۔

پہلا اعتراض اور اس کا جواب:

موصوف نے عید میلاد النبی ﷺ کا جشن منانے کے خلاف پہلا موقف یہ اختیار کیا ہے کہ صحابہ کرام، تابعین اور آئمہ دین نے جشن میلاد کا اہتمام نہیں کیا لہٰذا یہ بات رسول اکرم ﷺ کی محبت کے خلاف ہے۔ بلکہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کو اپنی زندگی میں نافذ کریں وغیرہ وغیرہ۔

مضمون نگار سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا سرکار دوعالم ﷺ کا میلاد منانا اسلامی طرز زندگی سے مانع ہے؟

اور کیا یہ شخص جو مکمل طور پر اسلامی زندگی کے رنگ میں رنگا ہوا ہے اور اس نے اپنے اردگرد تمام ماحول کو اسلامی بنالیا ہے اس کے لئے میلاد منانا جائز ہوگا؟

کیا صحابہ کرام نے سیرت النبی ﷺ کے جلسے کئے تھے؟

اگر نہیں تو پھر اس عنوان سے جلسوں کا کیا جواز ہے؟

کیا صحابہ کرام نے صفہ یونیورسٹی کا جشن منایا تھا؟

اگر نہیں تو جشن دیوبند کیسے جائز ہوگا اور بالخصوص ایک مسلم کش غیر محرم ہندو عورت کی صدارت میں یہ جشن باعث ثواب تھا؟

اور محفل میلاد ﷺ ناجائز اور موجب عذاب؟

یاللعجب! اور کیا موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو اسے مسجد میں نماز پڑھنے یا نفلی صدقہ کرنے سے روک دیا جائے گا۔ اسے زکوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب دی جائے گی؟

اگر آپ اسے ترغیب دینے کے قائل ہیں تو کیا یہ صحیح نہ ہوگا کہ جو شخص نماز میں کوتاہی کرتا ہو اور وہ محفل میلاد کا انعقاد کرے تو اسے اس اچھے کام سے روکنے کی بجائے نماز پڑھنے کی ترغیب دی جائے؟

اگرچہ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ "خوئے بدرا بہانہ بسیار" کی طرح یہ بھی محض ایک الزام ہے۔ الحمد للہ میلاد شریف منانے والوں کی اکثریت نماز کی پابند ہوتی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس محبت رسول ﷺ کے صلے میں آج نہیں تو کل ایسے لوگ بھی نماز کے پابند ہو جائیں گے جو اس وقت اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں محبت رسول ﷺ کا نور موجود ہے۔

دوسرا اعتراض اور اس کا جواب:

موصوف کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ جشن میلاد شریف بدعت ہے اور سرکار دو عالم ﷺ نے ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ موصوف بدعت کے مفہوم سے نا آشنا ہیں اگر وہ تحقیق کرتے اور علماء اہل سنت کے علاوہ اپنے اکابر کی تحقیق کو بھی دیکھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ہر نئی بات بدعت نہیں ہوتی اگرچہ ہم لغوی اعتبار سے بدعت کہہ دیں لیکن وہ بدعت مذمومہ تب بنے گی جب وہ شریعت مطہرہ کے خلاف اور سنت رسول ﷺ کے

اُٹھ جانے کا باعث ہو۔

موصوف نے جس حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے اگر وہ اسی پر غور کر لیتے یا اسے سمجھنے کی کوشش کرتے تو انہیں بدعت حسنہ اور بدعت سیۂ (مذمومہ) کے درمیان فرق کا علم ہو جاتا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد

(صحیح بخاری جلد اول ص 371 کتاب الصلح)

جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات پیدا کی جس کا دین سے تعلق نہیں تو وہ (بات) مردود ہے۔

یہاں "مالیس منہ" کے الفاظ نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا مطلب یہ ہے کہ دین میں ایسی بات پیدا کرنا جس کا دین سے تعلق نہ ہو وہ مردود ہے گویا وہ نئی بات جو دین کے خلاف نہ ہو وہ اگرچہ لغوی معنی کے اعتبار سے بدعت کہلائے گی لیکن حقیقتاً وہ بدعت نہیں اور اگر وہ نئی بات دین کی تقویت کا باعث ہو تو مستحسن قرار پائے گی۔

چنانچہ علامہ عسقلانی شارح بخاری فرماتے ہیں۔

"والمراد ما احدث ولیس لہ اصل فی الشرع ویسمی فی الشرع بدعۃ وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس بدعۃ فالبدعۃ فی عرف الشرع مذمومۃ بخلاف اللغۃ فان کل شیء احدث علی غیر مثال یسمی بدعۃ سواء کان محموداً او مذموماً (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد 17 ص 10,9)

جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو اسے شریعت میں بدعت کہتے ہیں اور جس کی شریعت میں کوئی اصل ہو وہ بدعت نہیں پس شریعت کی اصطلاح میں بدعت، مذموم (ہی) ہوتی ہے بخلاف لغت کے کیونکہ لغوی طور پر ہر وہ چیز جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو وہ بدعت ہے، محمود ہو یا مذموم۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بدانکہ ہر چہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدعت است وآنچہ موافق اصول وقواعد سنت اوست وقیاس کردہ شدہ است برآں، بدعت گوئندہ

آنچہ مخالف آں باشد بدعت ضلالت خوانند وکلیت ''کل بدعته ضلالته'' محمول برایں است ۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص 135)

معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ظاہر ہوا وہ بدعت کہلاتا ہے۔ پھر اس میں سے جو کچھ سنت کے اصول وقواعد کے موافق اور اس پر قیاس کیا گیا ہو اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو کچھ اس کے مخالف ہوا سے بدعت ضلالت کہتے ہیں۔ ''کل بدعته ضلالة'' کا کلیہ اسی دوسری قسم کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اس وضاحت سے ''کل بدعة ضلالة'' کا مفہوم بھی واضح ہو گیا کہ اس میں عبارت محذوف ہو گی یعنی ''کل بدعته سیئته ضلالته'' یا ''کل بدعته لیس بموافق السنه فهی ضلالته'' یعنی ہر وہ نیا کام جو سنت کے اصول وقواعد کے خلاف ہو وہ بدعت ضلالت ہے لہٰذا ہر نئے کام کو بدعت ضلالت کہنا جہالت ہے۔

منکرین میلاد کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

قاعدہ کلیہ اس بات (بدعت) میں یہ ہے کہ امر کلیا ''یا جزیا'' دین میں نہ ہو، اس کو کسی شبہ سے جزو دین علماً وعملاً بنا لینا بوجہ مزاحمت احکام شرعیہ کے ہے دلیل اس کی خود حدیث ہے ''من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد'' کلمہ ''فی'' اور ''من'' اس مدعیٰ پر صاف صاف دلالت کر رہے ہیں اور حقیقی بدعت ہمیشہ سیئہ ہی ہو گی۔ بدعت حسنہ صوری بدعت ہے حقیقتاً بوجہ کسی کلیہ میں داخل ہونے کے سنت ہے۔

(فتاویٰ امدادیہ جلد 4 ص 53)

گویا مولوی اشرف علی تھانوی کے نزدیک بھی بدعت کا وہی مفہوم ہے جو محدثین کرام اور علماء اہل سنت نے بیان فرمایا۔ اب سوال یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر خوشی منانا دین کے خلاف ہے؟

کیا ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجالس اور جلوس، دین کے نقصان کا باعث ہیں یا تقویت اسلام کا ایک اہم ذریعہ؟

کیا صحابہ کرام اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اپنے زمانے میں

آپ کی ولادت باسعادت کے واقعات اور آپ کے فضائل بیان نہیں ہوتے تھے؟ یقیناً یہ سب کچھ تھا تو پھر یہ بدعت کیسے ہو گیا؟

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی منانا لغوی اعتبار سے بھی بدعت نہیں ہے کیونکہ لغت میں بدعت اس نئے کام کو کہتے ہیں جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو جبکہ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ اس طرح نہیں ہے۔

اور اصل بات تو یہ ہے کہ جس طرح ربیع الاول شریف میں عظمت وشوکت اسلام کا مظاہرہ ہوتا ہے وہ رمضان المبارک کے علاوہ کسی دوسری مہینے میں نہیں ہوتا بلکہ وہ لوگ جو نماز میں کوتاہی اور کاہلی کے مرتکب ہوتے ہیں ربیع الاول شریف میں مجالس میلاد کی برکت سے وہ بھی پابندی سے نماز پڑھتے ہیں۔

بدعت کی تعریف معلوم ہو چکی۔ آیئے اب مولوی اشرف علی تھانوی ہی سے پوچھتے ہیں کہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جشن کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ تو وہ لکھتے ہیں۔

''ذکر ولادت شریف نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثل دیگر اذکار خیر کے ثواب اور افضل ہے اگر بدعت اور قبائح سے خالی ہو، اس سے بہتر کیا ہے قال الشاعر۔

وذکر کل للمشتاق خیر شراب
کل شراب دونه کسراب

(فتاویٰ امدادیہ جلد 4 ص 78)

اور عشق رکھنے والے کے لئے آپ کا ذکر بہترین شراب ہے اور اس کے علاوہ تمام شرابیں سراب کی طرح (دھوکہ) ہیں۔

اس حقیقت سے کس ذی شعور انسان کو انکار ہو سکتا ہے کہ میلاد شریف کی محافل کا تقدس پیش نظر رہنا چاہیے اہل سنت و جماعت جب بھی میلاد شریف کی بات کرتے ہیں تو ان کی مراد ہی مبارک مجلس ہوتی ہے جس میں باوضو ہو کر شرکت کی ترغیب دی جاتی ہے اور ہر شخص باادب بیٹھتا ہے نیز کسی قسم کی غیر شرعی حرکت کو روا نہیں رکھا جاتا اور یہی بات مولوی اشرف علی تھانوی بھی کہتے ہیں۔

اس تفصیلی گفتگو سے مضمون نگار کا دوسرا اعتراض جس میں وہ عید میلاد کو بدعت قرار دیتے ہیں بے وقعت اور جہالت کا پلندہ ہو کر رہ گیا۔

تیسرا اعتراض اور اس کا جواب:

موصوف کا تیسرا اعتراض یہ ہے کہ مورخین کا اتفاق ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ وفات 16 ربیع الاول ہے البتہ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے لہٰذا وفات کے دن خوشی منانا جائز نہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے تحقیق کی بجائے محض سنی سنائی باتوں پر اکتفاء کیا ورنہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ سرکار دو عالم ﷺ کا وصال بارہ ربیع الاول کو نہیں ہوا کیونکہ تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے 9 ذوالحجہ 10ھ کو عرفات میں حجتہ الوداع کا خطبہ دیا اور یہ جمعتہ المبارک کا دن تھا اس کے بعد ربیع الاول شریف آٹھ کو آپ کا وصال ہوا اور وہ سوموار کا دن تھا۔

(صحیح بخاری اول ص 94, 94)

حساب لگایا جائے کیلنڈر بنایا جائے کسی صورت میں بھی بارہ ربیع الاول سوموار کا دن نہیں بنتا بلکہ ربیع الاول شریف کی 8,7,6 یا 9 تاریخ کو سوموار کا دن آتا ہے ذوالحجہ، محرم الحرام اور صفر المظفر تینوں مہینے تیس تیس دن کے ہوں، انتیس انتیس دن کے ہوں دو مہینے تیس تیس کے اور ایک مہینہ انتیس دن کا ہو یا دو مہینے انتیس انتیس اور ایک مہینہ تیس دن کا ہو، یہی چار صورتیں ہو سکتی ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی صورت ہو بارہ ربیع الاول کو سوموار کا دن نہیں بنتا جبکہ حدیث شریف سے یوم وصال سوموار ثابت ہے۔ بارہ ربیع الاول کا ذکر نہیں ہوتا۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے "رسائل کاظمی" از علامہ صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی)

تاہم اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ آپ کا وصال شریف بارہ ربیع الاول کو ہوا تو میلاد شریف منانے میں کوئی رکاوٹ نہیں کیونکہ وہ اس مہینے کی کسی دوسری تاریخ کو بھی منایا جا سکتا ہے۔

پھر یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اسلام میں وفات منانے کا حکم نہیں بلکہ کسی فوت شدہ کے گھر والوں کو صرف تین دن تک سوگ کی اجازت دی گئی اور یہاں تو صورت حال یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کو پندرہ سو سال ہو گئے ہیں اور پھر یہ بات بھی ملحوظ ذہنی چاہیے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج بھی زندہ ہیں اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے آپ نے فرمایا:

ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد لانبياء نبى الله يرزق

(الترغیب والترھیب جلد 2 ص 503)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

البتہ پیدائش پر خوشی منائی جاتی ہے چنانچہ آپ کی ولادت پر ابولہب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور اس کا صلہ اسے قبر میں مل رہا ہے اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوموار کے دن روزہ رکھنے کی وجہ اپنی ولادت بیان کر کے اس دن کو منانے کی طرف اشارہ فرمایا لیکن کبھی بھی آپ نے اپنے وصال کے دن غم کا اظہار کرنے یا کسی اور طریقے سے یوم وفات منانے کی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم۔ (کشف الاستار جلد اول ص 397)

ترجمہ: میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔

اور ظاہر بات ہے کہ جو چیز "خیر" ہوتی ہے وہ دکھ یا غم کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس میں ایک گونہ مسرت ہوتی ہے لہٰذا مسلمان آپ کی ولادت باسعادت پر خوشی مناتے ہیں کیونکہ آپ کی حیات طیبہ جو خیر قرار دی گئی اس ولادت کی مرہون منت ہے۔ اگرچہ وصال کے خیر ہونے کے باوجود اس پر خوشی کا اظہار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی غم منایا جاتا ہے اگر مان بھی لیا جائے کہ آپ کی ولادت اور وصال دونوں بارہ ربیع الاول کو ہیں تو بھی ولادت کو ترجیح ہوگی کیونکہ آپ کی تشریف آوری سے مکمل دین ملا

اور زندگی گزارنے کے لئے ایک بہترین دستور حاصل ہوا اور جب آپ نے اس دنیا سے پردہ فرمایا تو دین مکمل ہو چکا تھا۔

یہ بھی کہا گیا کہ بارہ ربیع الاول کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت نہیں ہوئی لیکن یہ بات تاریخی طور پر کلیتاً غلط نہ صحیح، لیکن جمہور کے مسلک کے خلاف ہے۔ معتبر مورخین، محدثین اور محققین بلکہ علماء دیوبند کے مقتداء اور غیر مقلدین کے پیشوا حضرات نے بھی بارہ ربیع الاول کو ہی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔

تفصیل کے لئے حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ کا تحقیقی مضمون ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ اگست 1994ء میں ملاحظہ کیجئے۔

عن عفان عن سعيد بن سيناء عن جابر وابن عباس انهما قالا ولد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عام الفيل يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الاول وفيه بعث وفيه عرج به الى السماء وفيه هاجرو فيه مات وهذا هو المشهور عند الجمهور والله اعلم بالصواب

(مصنف ابن ابی شیبہ بحوالہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ اگست 1994ء)

حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں سوموار کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اسی دن آپ مبعوث ہوئے، اسی دن آپ کو معراج ہوا، اسی دن آپ نے ہجرت فرمائی اور اسی دن آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

اس کے علاوہ تاریخ طبری جلد 2 ص 125 تاریخ ابن خلدوں جلد 2 ص 710 سیرت ابن ہشام جلد اول ص 171، اعلام النبوۃ ص 192، محمد رسول اللہ ص 102 (از محمد صادق ابراہیم عرجون مصر) محمد رسول اللہ جلد 2 ص 19 (از محمد رضا مصر) الوفا لابن جوزی ص 90، عیون الامر جلد اول ص 26، سیرت ابن کثیر جلد اول ص 199 الشمامتہ العنبر یہ (از محمد صدیق حسن خان غیر مقلد) سیرت خاتم الانبیاء ص 18 (از مفتی محمد شفیع

دیوبندی) میں بارہ ربیع الاول کی تاریخ ولادت نبوی کی تاریخ کے طور پر منقول ہے۔

ان مستند حوالوں بلکہ غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کے اپنے بزرگوں کے قول کے باوجود بارہ ربیع الاول شریف کو آپ کی ولادت تسلیم نہ کرنا یقیناً تعصب اور ہٹ دھرمی ہی ہوسکتی ہیں تاہم اگر مان بھی لیا جائے کہ آپ کی ولادت اس تاریخ پر نہیں ہوئی تو بھی ہم منکرین میلاد سے گزارش کریں گے کہ وہ ان تاریخوں پر اس بابرکت مجلس کا انعقاد کرلیا کریں جو ان کی دانست میں صحیح ہیں۔

مضمون نگار کی چوتھی بات دو حصوں پر مشتمل ہے۔

خوشی یا جشن منانے کا یہ انداز جس کا مظاہرہ بارہ ربیع الاول کو کیا جاتا ہے ان کے نزدیک اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ خوشی کے موقع پر بھنگڑے ڈالنے اور دھمالوں کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں اور علماء اہل سنت نے ان باتوں سے ہمیشہ روکا ہے لیکن جلوس اور چراغاں کو اسلام سے خارج قرار دینا قطعاً غلط ہے۔

سوال یہ ہے کہ چودہ اگست کو جلوس بھی نکلتے ہیں چراغاں بھی ہوتا ہے۔ لیلتہ القدر کے موقع پر نزول قرآن کی خوشی میں خود منکرین عید میلاد چراغاں کرتے ہیں تو کیا موصوف یہ بتائیں گے کہ یہ سب کچھ کیسے جائز ہو گیا اور اس موقع پر وہ کیوں خاموش رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی وہ لوگ مختلف مواقع پر خوشی کے اظہار کے طور پر جلوس نکالتے اور جشن مناتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ناجائز اور خلاف اسلام ہونے کا فتویٰ صرف جشن میلاد پر ہی لگایا جاتا ہے۔

سنجیدہ اور اہل علم حضرات کے لئے دعوت فکر ہے۔ یہ بات یاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ علماء اہل سنت نے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جشن کے موقع پر کبھی بھی کسی غیر شرعی حرکت کی حوصلہ افزائی نہیں کی بلکہ ہمیشہ اس کی حوصلہ شکنی کی اور اس سے منع کیا۔ مضمون نگار نے دوسری بات یوں ارشاد فرمائی کہ اسلام نے ہمارے لئے دو عیدیں مقرر فرمائی ہیں لیکن ان میں نماز پڑھنے اور تکبیر و تہلیل ہی کا حکم ہے اس کے علاوہ کسی بات کا حکم نہیں لیکن تیسری عید جو منائی گئی ہے اس میں یہ سب کچھ کیا جاتا

ہے اور بڑے اہتمام سے کیا جاتا ہے حالانکہ یہ سارا انداز غیر اسلامی ہے۔ نامعلوم موصوف کیا چاہتے ہیں اگر ان کا مطلب یہ ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ بھی دوسری عیدوں کی طرح یوں منایا جائے کہ اس میں بھی عید کا خطبہ اور نماز ہو تو یوں وہ خود اسے اصطلاحی عید قرار دے رہے ہیں حالانکہ اہل سنت نے کبھی بھی اس دن کو اصطلاحی عید قرار نہیں دیا اور عیدین کے خطبہ اور نماز کی طرح عمل نہیں کیا۔

اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ اس میں باقی دنوں سے ہٹ کر خصوصی طور پر نوافل وغیرہ پڑھے جائیں تو اس طرح وہ خود اس کی امتیازی اور انفرادی حیثیت کو تسلیم کر چکے ہیں اور اگر ان کا خیال یہ ہے کہ اس دن سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب کا بیان، سیرت طیبہ پر روشنی ڈالنا اور صدقات و خیرات کا اہتمام نہ کیا جائے کیونکہ ان کے بقول یہ سب کچھ اسلام کے مخالف ہے تو کیا وہ بتائیں گے کہ وہ کون سے اسلام کی بات کرتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہو یہ اسلام انہیں ہی مبارک ہو۔ علامہ اقبال نے تو یہاں تک کہا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باونہ رسیدی تمام بولہبی است

اللہ تعالیٰ دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ غیر مسلموں کی سازشوں اور تعصّبات کے وطیرے سے محفوظ رکھتے ہوئے اپنے اور اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کامل اور والہانہ محبت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

طالب دعا

علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

24 صفر المظفر 1419ھ، 20 جون 1998ء